Pakistan Islamicus
An International Journal of Islamic and Social Sciences
(Bi-Annual)
Trilingual: Urdu, Arabic, and English
pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911
https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Published by:
Muslim Intellectuals Research Center
Multan-Pakistan
Website: www.pakistanislamicus.com
Copyright Muslim Intellectuals Research Center
All Rights Reserved © 2021 This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

TOPIC

قصاص ودیت کے احکام کا تطبیقی وترجیحی مطالعہ تفسیر النکت کی روشنی میں

Analysis of Qasās and Diyyat in The Light of Tafseer Al-Nukat

AUTHORS

Abdul Basit
PhD scholar,
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Dr Muhammad Waris Ali
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
mwarisali@lgu.edu.pk

How to Cite

Basit, Abdul, and Dr Muhammad Waris Ali. 2023.
قصاص ودیت کے احکام کا تطبیقی وترجیحی مطالعہ تفسیر النکت کی روشنی میں
"ANALYSIS OF QASĀS AND DIYYAT IN THE LIGHT OF TAFSEER AL-NUKAT".
PAKISTAN ISLAMICUS (An International Journal of Islamic & Social Sciences)
3 (2):01-14.
https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/47.

قصاص ودیت کے احکام کا تطبیقی وترجیحی مطالعہ تفسیر النکت کی روشنی میں

ANALYSIS OF QASĀS AND DIYYAT IN THE LIGHT OF TAFSEER AL-NUKAT

Abdul Basit
PhD scholar,
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Dr Muhammad Waris Ali
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
mwarisali@lgu.edu.pk

Abstract:

Tafseer al-Nukat has been written by Abu al-Ḥassan bin Muḥammad al-Māwardī. This is written in the context of fiqh. This article aims at the discussion about the Qasās and Diyyat and their philosophy and implications. The study is analytical and descriptive. Examples from the book of al-Māwardī have been taken and discussed. Al-Māwardī has given preference to some of the jurisprudential matters with arguments. Qurān and the sunnah of the holy prophet have been used as main sources to make it more authentic and reasonable. Moreover, the opinions of old and contemporary jurists have been also analyzed and discussed about the matter under discussion. It can be concluded that al-Mawardī has discussed and presented the viewpoint of the some of mufassreen of his era.

Keywords: Tafseer al-Nukat, Abu al- Ḥassan bin Muḥammad al-Māwardī, Qasās, Diyyat

علامہ ماوردی کا نام علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی الشافعی ہے۔ لقب آپ کا قاضی القضاۃ ۴۲۹ ہے ھ میں ملا اور ماوردی (ماءالورد۔ گلاب کے پانی کا اجداد کام کرتے تھے اسوجہ سے کہتے ہیں)۔[1] شمار فقہائے شوافع میں ہوتا ہے۔ کنیت ابوالحسن ہے۔[2] آپ نے علمی ذوق و محبت کرنے والے خاندان میں

---

[1] ابو بکر احمد بن ثابت بن احمد الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، تحقیق، الدکتور بشار عواد، (دار المغرب الاسلامی، بیروت، ۲۰۰۲) ۱۳/۸۷۳

Abū Bakar Aḥmad bin Thābit bin Aḥmad-āl-khatib Baghdādī,Tārīkh e Baghdād, Research:Dr Bishār Aʿwād-(Dār ul Maghrab āl islāmī,Berūit),13/873

[2] عبدالکریم ابن منصور التیمی السمعانی، الانساب، (مجلس دار المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، س،ن) ۱۲/۲۰

Aʿbdul Karīm bin ManṢoor āl-Tamīmī, āl-Sam'ānī, āl-Ansāb, (majlis Dār āl Māraf al Uʿsmānia, Ḥaīderābād ،N Y),12/20

پرورش پائی۔ ۳۶۴ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔آپ چوتھی صدی کے مفسر اور علمی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں اور قضا کے منصب پر عباسی دور میں فائز رہے۔آپ نے کئی کتب تحریر فرمائیں،آپ کے شاگردوں میں خطیبِ بغدادی جیسی شخصیت ہیں اور سیاست میں الاحکام السلطانیہ اہم ترین کتاب ہے آپ کی۔اس تفسیر النکت والعیون جو آپ کی علمی صلاحیت کا بولتا ثبوت ہے بڑے بڑے کبارِ عالم ابن کثیر جیسے آپ کے تفسیر سے استفادہ کرتے ہیں۔
امام ماوردیؒ کی تفسیر النکت والعیون (متوفی ۴۵۰ھ) مکمل قرآن کی تفسیر ہے۔سب سے پہلے ۱۴۰۶ھ میں باقاعدہ او قاف کویت کی جانب سے اشاعت کی گئی،اس پر تحقیقی و تخریجی کام ہوئے ہیں۔میرے پاس دارالکتب العلمیہ بیروت کا نسخہ ہے جو کہ چھ جلدوں میں ہے۔جس پر سید بن عبد المقصود کی تعلیق ہے،یہ تفسیر اہل علم کے ہاں بے حد مقبول ہے اور اس کا شمار متقدمین کی تفسیر میں ہوتا ہے۔تفسیر طبری کے بعد معروف یہ تفسیر ہوئی اور نامور مفسرین اپنی تفاسیر میں ان کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں،ابن جوزی زادالمسیر میں،ابن تیمیہ اپنی تفسیر میں اور تفسیر قرطبیؒ میں بھی علامہ ماوردی کے تفسیری اقوال نقل کیے گئے ہیں۔[3]

حدود یہ حد کی جمع ہے معنیٰ روکنے کے آتے ہیں کیوں کے یہ سزائیں جن پر لاگو ہوتی ہیں وہ اور دوسروں کو جرائم سے روک دیتی ہیں یہ وہ متعین کردہ سزائیں ہیں باری تعالیٰ کے حق کے طور پر کسی کو ان میں ترمیم کا حق نہیں ان میں ڈاکہ چوری زناء اور تہمت زناء اور شراب نوشی شامل ہیں اول چار قرآن سے حد شرب خمر اجماع صحابہ سے ثابت ہے پھر ان کے نفاذ میں مقاصد شریعت کی حفاظت ہے عزت جان مال اور عقل کی حفاظت ان میں تبدیلی کی اجازت نہیں جب کے تعزیر حاکم کی صواب دید پر ہوتی ہے اور حدود حق العبد ہے اور تعزیر میں حقوق العباد کا پہلو ہے اس وجہ سے قصاص میں معافی ہوسکتی ہے کے وہ بندے کا حق ہے اپنے اختیار سے معاف کرنا چاہے اجازت ہے اگر مقتول کے ورثاء معاف کردیں حاکم نافذ نہیں کرسکتا: زیر تحقیق چوتھے باب کی اول فصل ہے جس میں قصاص دیت خون بہاء کا ذکر ہے جو کسی عضو کے تلف کرنے اور زخم لگانے اور قتل خطاء میں لازم ہوتی ہے اول فصل میں قصاص اور دیت کے احکام میں مفسرین کے اقوال جو تفسیر النکت والعیون میں ہیں ان کا تطبیقی اور ترجیحی مطالعہ پیش کیا جائے گا:

[3] منہج الماوردی، مقالہ الدکتور ابرار محمد اشراف، الدکتور عبدالوہاب فائز، جامعہ ام القریٰ، (س ن)
Manhaj ul Māwardī, Maqāla Doctor Abrār Muhammad Ashrāf, Doctor Aʿbdul Wahāb Fāiz, Jāmiʿa-Um Ul-Qurā, (N Y)

قصاص کالزوم:

یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُواْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَی الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنثَی بِالأُنثَی فَمَنْ عُفِيَ لَہُ مِنْ أَخِیہِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاء إِلَیْہِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِیفٌ مِّن رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَی بَعْدَ ذَلِكَ فَلَہُ عَذَابٌ أَلِیمٌ. (البقرہ :178)

" اے ایمان والو! تم پر فرض کر دیا گیا کہ قصاص قائم کرو قتل ہو جانے والوں کے معاملہ میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ہاں اگر معافی ہو جائے اُس کے لیے اُس کے بھائی کی طرف سے تھوڑی بہت تو قبول کرو دستُور کے مطابق اور جو کچھ ادا کرنا ہو اُسے نیکی سمجھتے ہوئے کرے، یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے اس کے بعد بھی اگر کسی نے زیادتی کی تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے"

تحقیق:

علامہ طبریؒ نے تفسیر طبری میں فرمایا کہ اس آیت سے مقصود تعدی فی القصاص سے روکا ہے کہ قاتل کے علاوہ غیر قاتل سے قصاص لیا جائے یا غلام کے بدلے آزاد یا عورت کے بدلے مرد قصاصاً قتل ہو اور امام سُدیؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے کہ **وأماالقولُ الآخروہوأن تکون نزلَت فی قوم بأعیانہم خاصةً** : عرب کے قبیلے ان کے مابین جنگ ہوئی ایک قبیلے کے کچھ لوگ قتل ہوئے اور دوسرے کے بھی ایک نے کہا ہم راضی نہ ہوں گے جب تک کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کریں وہ معاملہ نبی علیہ السلام تک لے گئے فرمایا نبی علیہ السلام نے سب مقتول برابر ہیں پس انہوں نے دیت پر صلح کرلی۔[4]

احکام شرعیہ:

(۱) کیا آزاد غلام کے بدلے یا مسلمان کافر کے بدلے قتل ہوگا علامہ ماوردی نے تفسیر میں یہ مسئلہ ذکر نہیں کیا البتہ اپنی کتاب الحاوی میں ذکر کیا ہے **ولا یقتل مسلِمٌ بکافر** کہ مسلمان کافر کے بدلے مراد ذمی کافر ہے قتل نہیں کیا جائے گا۔[5] جمہور ائمہ ثلاثہ کے ہاں آزاد غلام کے بدلے اور مسلم ذمی کے بدلے قتل نہیں ہوگا برخلاف امام اعظم رحمۃ اللہ کے۔

---

[4] ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۱۰۲/۲
Abū Ja῾far Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,2/102

[5] ۔ماوردی، ابی الحسن، الحاوی الکبیر، کتاب القتل (مکتبہ رشید، ریاض، طبع ۲۰۰۰) ۲۱۱/۲
Māwardī, Abī Al Ḥassan, Al Ḥāwī Al Kabīr, Kitāb ul Qatal,(Maktba Rasheed, Riāz) 2/211

دلیل الجمہور:

اللہ نے قصاص کے لزوم کے بعد **الحربا الحر اور والعبد باالعبد** کہا پس آزاد برابر آزاد کے اور مسلمان برابر مسلم کے ہے نہ کہ غلام اور کافر ہے اور حدیث ہے **لا یُقتَل مُسلِمٌ بکافر** مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ اور عقلی طور سے بھی غلام سامان کی طرح ہے اور متاع اسباب غلامیت ہے جو کہ کفر کا اثر ہے اور کافر کفر کی وجہ سے دابۃ کی طرح ہے قول باری ہے **إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّهِ الَّذِينَ كَفَرُواْ**[6]۔

بد ترین زمین پر رینگنے والے اللہ کے ہاں کافر ہیں پس کیسے غلام کافر مسلمان اور آزاد کے برابر ہیں۔

امام اعظمؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول **کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ** عام ہے سب کو شامل ہے چاہے غلام آزاد مسلمان کافر ذمی ہو حربی نہیں وہ بر سر پیکار ہے اور **الحربالحروالعبدبالعبد** یہ آیت جاہلیت کی ناانصافی ظلم کو ختم کرنے کے لیے ہے کہ غلام کے بدلے آزاد ایک کے بدلے کئی قتل، دوسرا **وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْس**ش سورہ مائدہ میں یہ تمام مقتولین کی بابت قصاص لازم کرنے میں عام ہے اگرچہ یہ تورات کا حکم ہے اور شرائع **من قبلنا** نافذ العمل ہے جب تک کہ ناسخ اُن کے خلاف نہ ہو۔ تو اس آیت **وکتبنا علیہم فیہا أن النفس** کے خلاف ناسخ کوئی آیت نہیں۔

باقی جو روایت ہے کہ کافر مسلمان کے بدلے میں قتل نہ ہو گا یہ حربی کافر کی بات ہے اور معاہد کافر اس کو اگر مسلمان کرے گا قتل تو قصاصاً وہ قتل ہو گا کیونکہ اس میں تکریم انسانیت ہے کہ آزاد اور غلام مسلمان اور ذمی کے خون میں فرق نہیں حربی کفار اُن نصوص سے مستثنیٰ ہیں جن میں اُن کو قتل کا حکم ہے[7] اور حدیث ہے ذمی کے بارے میں **مَنْ قَتَلَ مُعَاہِدًا لَمْ يَرَحْ رائحة الجنة** / جو معاہد کافر (ذمی) کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے وعید دراصل مسلمان کے خون کی حرمت کے مانند ہے۔

جب اگر مسلمان چوری کرے ذمی کا مال تو قطع الید ہو گا تو قصاص بھی اسی طرح لیا جائے گا کیونکہ حرمت مال سے زائد ہے حرمت جان سبب اختلاف آیت کا فہم ہے ائمہ ثلاثلہ کے ہاں کلام پورا ہو رہا ہے۔ **أَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ يُرَادُ بِهِ نَوْعُ** اور تقسیم بتلانے کے لیے ہے۔

امام اعظمؒ کے ہاں کلام **فی القتلی** پر پورا ہو گیا ہے آگے الگ بات ہے تعدی قصاص میں اُس کا رد ہے **الحر بالحر** سے۔[8]

---

6 ۔ الانفال: ۳۴ — Al Anfāl:34

7 ۔ محمد علی صابونی، روائع البیان، ۱/۷۶ — Ṣābonī,Muḥammad Aʿlī, Rawāi ul Bayān,1/76

8 ۔ ابو بکر جصاص، احکام القرآن، ۱/۲۴۴ — Abū Bakar JaṢaṢ , Aḥkām ul Qurān,1/244

خلاصۃ الکلام:

اور ذمی کے قتل کے حوالے سے اگر مسلمان کو قصاصاً قتل نہ کریں تو جس طرح کے حالات ہیں اسلامی ممالک میں معاہد کے حقوق خاص طور سے جان مال کا تحفظ اُن کی ذمہ داری ہے اب اگر کوئی پامال کرے تو ریاست کی ذمہ داری ہے وہ ظالم کو کیفر کردار تک پہنچائے اس سے ملک کی ساخت مجروح ہوتی ہے حالانکہ دور نبوی میں نبی علیہ السلام کے پاس ایک مسلمان شخص لایا گیا جس نے ذمی کو قتل کیا تھا نبی علیہ السلام نے اس کو قتل کیا تھا فرمایا نبی علیہ السلام نے میں ذمی کا حق پورا کرنے کا حقدار ہوں اس طرز عمل سے اسلام میں اخلاق کی بلندی اصول کی برتری اور تکریم انسانیت کی برتری ظاہر ہوتی ہے اس طرح غلام کا قتل وہ بھی انسان ہے حدیث ہے من قتل عَبَدہ قتلناہ جو اپنے غلام کو قتل کرے گا وہ ہم اس کو قصاصاً قتل کریں گے، کیونکہ احترام انسانیت میں اور جان کے تحفظ میں غلام اور آزاد برابر ہیں اگرچہ یہ رویات مرسل ہے احناف کے ہاں مرسل قابل قبول ہے:

ابن االعربی کا اعترض:

علامہ ابن العربیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے یہ تو آقاء کے لیے ہے ولی کیسے اس پر قصاص ہے؟ وہ مالک ہے اصل اس میں امام اعظمؒ کی رائے ہے دوسرے کے غلام کو قتل کرنے پر ہے قصاص کیونکہ اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کردے قصاصاً قتل نہ ہو گا اسی طرح اپنے غلام کو قتل کرنے پر قصاص نہیں ہے بلکہ دور نبوی میں مالک کو جو کہ اپنے مملوک کا قاتل تھا کوڑے لگے تھے۔[9]

باقی علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی فرماتے ہیں: مَنْ قتل عَبْدٌ قتلناہ نبی علیہ السلام نے بطور سیاست فرمایا اور غلاموں کی جان کے تحفظ کے لیے ہے کہ آقا غلام کو قتل نہ کرے اُن کے حقوق پامال نہ ہو۔[10]

قصاص معاف ہو تو دیت (خون بہا) لازمی ہے:

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاء إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ پھر جس کے لیے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ حصہ معاف کردیا گیا پس خوبی کے ساتھ وہ پیروی کرے (خون بہا لینے میں اور اُس کی طرف سے خوبی کے ساتھ دیت ادا کرنا ہے۔)

---

[9] ۔ محمد بن شیبہ، مصنف ابن شیبہ، (مکتبہ عثمانیہ) ۲/۲۰۹
Muḥammad bin Shaiba,MuṢanaf ibn-e-Shaība, (Maktba U`smānia) 2/209

[10] ۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ۱/۲۸۶
Qāzī Sanā ullah Pānī Patī, Tafsīr Mazhrī,1/286

تحقیق:

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں تفسیر النکت میں اگر ولی مقتول کے قصاص نہ لیں صلح کریں مال پر یا دیت پر تو وہ قاتل احسان کے ساتھ ادا کرے اور ولی مقتول بھلے طور سے تقاضہ کرے۔ یا اس سے قاتل کو ہی ہدایت ہے معروف اور احسان کے ساتھ دیت ادا کرے یہ حضرت ابن عباسؓ کی رائے ہے۔ باقی امام اعظمؒ کے ہاں قتل عمد میں معافی سے مراد صلح علی المال ہے ان کے ہاں قتل خطاء اور شبہ عمد میں دیت ہے قتل عمد میں قصاص یا صلح علی المال ہے[11]
یہ معاف کرنا اور دیت ادا کرنا تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے یہود کی شریعت میں قصاص تھا عیسائی وہ دیت لیتے تمہارے لیئے آسانی ہے قصاص لے یا دیت لے یا بالکل معاف کر دے یہ قتادہؒ کی رائے ہے۔[12]

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں اپنی کتاب الحاوی میں فرماتے ہیں عُفِیَ لہ سے مراد ہے حضرت ابن عباسؓ کی رائے جو انہوں نے تفسیر النکت میں ذکر کی ہے کہ قاتل سے دیت کا مطالبہ کرے قصاص کی جگہ کہ ولی الدم مقتول کے ورثاء کی جانب سے دیت کا تقاضہ ہو اور عضو سے مراد دیت ہے **و أنما أراد بالعفوالدية التى جعلها الله عفوا** اور علامہ ماوردیؒ نے فرمایا امام شافعیؒ **فمن عُفِی له** سے مراد معاف کرنا قصاص سے یہ مراد لیتے ہیں اور آگے اس کی تصریح علامہ ماوردی الحاوی میں فرماتے ہیں: **ومعنى قولُ الشافعى أنّ الله اختيارلولى الدّم عن القصاص شاء أو أبى وجعل له أخذ الدية۔**[13]

حضرت امام شافعیؒ کے قول کا معنی ہے اللہ نے اختیار دیا مقتول کے ولی کو وہ معاف کر دے قصاص لینے سے انکار کر دے اور دیت لے لے۔**ترجیح:**
اور دیت عاقلہ پر ہو گی سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم علامہ طبریؒ نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ قاتل دیت احسان کے ساتھ ادا کرے اور معروف طریقہ سے مقتول کے ولی تقاضہ کریں۔ اور تخفیف ہے اس امت پر کہ عفو یا قصاص یا دیت لے بہ نسبت یہود دیت اُن کے ہاں قصاص یا معافی دیت نہیں تھی نصاریٰ کے ہاں قصاص نہ تھا دیت تھی۔[14]

---

11 ۔ابن رشد المالکی، بدایۃ المجتہد، ۲۱۲/۳ — Ibn-e-Rushd Al Mālikī, Bidāyat ul mujthid,3/212
12 ماوردی، ابی الحسن، النکت والعیون، ۱۷۹/۱ — Māwardī, Abī Al Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn ,1/179
13 ماوردی، ابی الحسن، الحاوی الکبیر، ۲۱۹/۲ — Māwardī, Abī Al Ḥassan, Al Ḥāwī Al kabīr,2/219
14 ۔الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان، ۱۱۳/۳ — Muḥamman Bin Jarīr Al Ṭabrī , Jāme-Al-Bayān:3/113

دیت قبول کرنے کے بعد تعدی:

فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[15]

''پس جو (دیت لینے کے بعد) زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

تحقیق:

علامہ ماوری فرماتے ہیں تفسیر النکت میں اس میں چار اقوال ہیں (۱) عکرمہؒ اور ضحاکؒ فرماتے ہیں عذاب الیم ہے کہ وہ قصاصاً قتل ہو گا (۲) امام لازمی طور سے اس کو قتل کرے معافی نہیں یہ ابن جریج کی رائے ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں معاف نہیں کروں گا اس کو جو دیت لینے کے بعد قتل کرے لَاْ أعافي رَجُلاً قَتَلَ بَعْدَ أَخْذَ الدية۔ (۳) عقوبة السلطان بادشاہ کی پکڑ عذاب الیم ہے (۴) عذاب الیم سے مراد دوبارہ دیت اس سے مانگیں قصاص نہیں ہے یہ حسن بصریؒ کی رائے ہے۔[16] علامہ طبریؒ نے تفسیر جامع البیان میں پہلا قول (حضرت عکرمہؒ) کا ہے اس کو ترجیح دی ہے کہ قصاصاً مقتول کا ولی قتل ہو گا اور ابن جریجؒ کا قول جو کہ دوسرا ہے اُس کا رد فرمایا کہ معافی نہیں امام لازماً قتل کرے کیونکہ ہر ولی مقتول کے لیے اللہ نے سلطان بنایا ہے جس کی طرف قرآن پاک میں ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ۔[17] جو ظلماً مارا جائے پس ہم نے اس کے ولی کو غلبہ دیا ہے وہ تجاوز نہ کرے قصاص بدلہ لینے میں تو تمام لوگ متفق ہیں جو دیت لے کر قصاصًا مارے وہ بھی قتل ہو گا۔ اب وہ ظالم ہے اور أنّه كان منصورا فرمایا کہ وہ قصاص لینے پر اس کو قدرت دی گئی ہے اور قاتل کے قتل کرنے پر ہی قدرت ہے۔[18]

خلاصۃ الکلام:

ابن جریج کا قول ہے اب اولیا مقتول کو اختیار نہیں بلکہ امام لازماً قتل کرے یہ قول مرجوح ہے غلبہ اولیاء کو ہے۔ لیکن بیان ایک بات پر ہے کہ آیا کسی کو قصاصاً قتل کرنا یہ ہر ایک ولی مقتول سب کے اختیار میں ہے یا سلطان کو ہے امام طبریؒ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے مقتول کے اولیاء کو خود قصاص لینے حق ہے: لیکن اس کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے اس کو اختیار ہے لیکن عملدرآمد حکومت کا کام ہے قصاص کے لیے لازم ہے حاکم کے پاس مرافعہ کیا جائے قانون پر

15۔ البقرہ:۱۷۸/۳ — AL-Baqra:3/178

16۔ الماوردی، ابی الحسن، النکت والعیون، ۱۸/۱ — Al-Māwardī, Abī- Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn ,1/18

17۔ الاسراء:۳۳ — Al-isrāā:33

18۔ ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۱۳۰/۳ — Abū Jaʿfar Tabrī, Jāme-Al- Bayān:3/130

عمل کروانے کا منصب حکومت اداروں کا کام ہے یا وہ جس کو متعین کریں ریاستی امور میں عوام کو دخیل نہیں بننا چاہیئے ہر شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔[19]

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں دیت لینے کے بعد قتل کرنا امام مالکؒ اور امام شافعی کے ہاں ابتداء قتل کرنے والے کی طرح ہے ولی چاہے قتل کرے اور چاہے تو معاف کر دے اس قول کو علامہ طبری نے ترجیح دی ہے اور آخرت میں البتہ عذاب ہے حضرت قتادہؒ سُدیؒ فرماتے ہیں یقیناً قتل کرے حاکم ولی کو معاف کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا حسن بصریؒ کے ہاں دیت لوٹائی جائے اور قتل کا گناہ اس پر آخرت کے عذاب تک رہے گا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز اختیار کے قائل ہیں امام کے لیے کہ امام پر جو وہ کرے مرضی ہے اُس کی اور یہ قصاص صرف قتل عمد میں ہوتا ہے اور قتل خطاء میں دیت ہے جس کا بیان آرہا ہے قتل خطاء کے بیان میں۔

قتل خطاء میں دیت کا بیان اور غلام کا آزاد کرنا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً وَ مَنْ قَتَلَ مُومِنً خَطَأًفتَحْرِيْرُرَقَبَةٍ مّؤْمِنَةٍ:

"اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر خطا سے اور جو خطاءً قتل کرے تو اس پر ایک مسلمان گردن کا آزاد کرنا ہے اور دیت ہے جو اس کے وارثین کو دی جائے گی مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول تمہارے دشمنوں میں سے ہو اور وہ ہو مسلمان تو ایک مسلمان گردن کا آزاد کرنا ہے اور اگر اُن میں سے ہو کہ تمہارے اور اس کے مابین عہد ہو تو دیت ہے جو وارثین کو دی جائے گی اور ایک گردن کا آزاد کرنا ہے جو غلام نہ پائے دو ماہ متواتر روزے رکھے توبہ کا یہ طریق اللہ کی طرف سے ہے۔"[20]

تحقیق:

مومن کا مومن کو قتل کرنا جائز نہیں مگر خطاءً کہ خطاء فی القصد والعمل ہو ہرن پر گولی چلانا چاہتا تھا لگی انسان کو، کوئی کسی کو کافر سمجھا وہ مسلمان تھا۔

---

[19] ۔قرطبی، شمس الدین، الجامع لاحکام القرآن، ۲/ ۲۳۷
Qurtbī, Shams ul deen,Al jāme li Aḥkām ul Qurān:2/237

[20] ۔النساء:۴/ ۹۲
Al-Nisā:4/92

علامہ ماوردی تفسیر النکت میں فرماتے ہیں خطاء کے طور پر قتل کی صورت میں مومن غلام آزاز کرنا ہو گا اس میں دو قول ہیں۔

(۱) کہ غلام مومن بالغ صوم صلوٰۃ والا ہو یہ حضرت ابن عباس اور قتادہؒ اور امام شعبیؒ کی رائے ہے۔

(۲) چھوٹا بچہ جس کے ابوین والدین مسلمان ہو وہ بھی کافی ہے بطور کفارہ کے یہ عطاءؒ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے اختلاف کا سبب نص میں موجود مومنہ کی قید ہے اس میں بچہ شامل ہے اس طرح ومن قتل مومنًا جس طرح بڑے کو قتل کرنا ہے صبی بچے کو خطاء کے طور پر قتل کردے وہ شامل ہے۔ یعنی جمہور کا قول دوسرا ہے یہی قول ہ علاوہ ماوردی نے امام شافعیؒ کا الحاوی میں نقل کیا ہے صبی بھی بطور کفارہ غلام دے سکتے ہیں۔[21]

ومن قتل مؤمنا خطاءً جو مومن کو قتل کرے خطاءًتو بچے کو قتل کرنا بھی شامل ہے اسی طرح کفارہ میں رقبۃ مؤمنہ یہ صبی اور بڑے دونوں غلام کو شامل ہے حضرت ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایمان کو شرط کے طور پر ذکر کیا ہے وہ ضروری ہے اور صبی بچے میں یہ نہیں اور پھر دوسری بات چھوٹا بڑا ہونا یہ از قبیل صفات ہیں اور مطلق جب ذکر کیا جائے ذات کے اعتبار سے مکمل ہو اندھا بہرا مجنون اپاہج نہ ہو[22] یہ ذات کے اعتبار سے کامل ہے۔

ترجیح:

جمہور کے قول کو ہے کہ وہ ذات کے اعتبار سے کامل ہو عیوب سے پاک ہو لیکن مذکر مؤنث صغیر ہونا عیب نہیں ان کو آزاد کر سکتے ہیں علامہ طبریؒ نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ اگر اس کے ابوین مسلمان ہوں تو جمیع اہل متفق ہیں اس کو بطور قتل خطاء کے کفارہ کے طور پر آزاد کرنا وَإِنْ لَّمْ يَبْلُغ حَدَّ الأَخْتِيَار والتَّمِيز اگرچہ وہ اختیار تمیز کی عمر کو نہ پہنچا ہو یعنی بالغ نہ ہوا ہو ولم يُدرك الحِلَم اور بالغ نہ ہوا تو اس کے لیے ایمان کا حکم ہو گا وراثت کے طور پر کیونکہ ابوین مسلمان ہیں۔[23] باقی دیت کے بارے میں فرمایا وہ عاقلہ پر آئے گی۔

---

21 ۔ماوردی ،ابی الحسن، الحاوی الکبیر، ۲۱۳/۱۲
Māwardī, Abī Al Ḥassan, Al Ḥāwī Al kabīr,12/213

22 ۔غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ۳۲۱/۲
Ghulām Rasool Saʿeedī, Tibyān ul Qurān:2/321

23 ۔ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۳۱۳/۷
Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān:7/313

مُسَلِمَۃٌ :اور قاتل پر غلام کاآزاد کرنا ہے قاتل اپنے مال سے کرے گا اور دیت مقتول کی جان کا بدلہ ہے عاقلہ پر اور تحریر رقبۃ قاتل کی طرف سے کفارہ ہے اس کے مال میں۔[24]فقہاء متفق ہیں دیت کے عاقلہ پر ہونے پر اور عاقلہ عصبہ لوگ ہیں اور تین سال میں ادا کریں اور مغنی میں ابن قدامۃ فرماتے ہیں **وَلَا نَعْلَمُ بَيْنَ أَہْلِ الْعِلْمِ خلافًا أنّ دِيَةَ الخَطَاءِ على العاقلة** اور ہم نہیں جانتے کہ اختلاف ہو اس بات میں اہل علم کے مابین کہ قتل خطاء میں دیت عاقلہ پر ہوتی ہے لازم۔[25]علامہ ماوردی اُلحاوی میں فرماتے ہیں البتہ دیت سواونٹ ہیں امام شافعی کے ہاں

أَلْأَبِل فَہِیَ مِائۃُ بِعَیْرِ البتہ سواونٹ اور امام اعظمؒ کے ہاں بھی سواونٹ ہیں فرماتے ہیں **فَذَہَبَ الشافِعِیّ اِلٰی أَنَّہَا أثلاث فَعِنْد أبی حنیفلة تَكُوْنَ أرباعاً**۔[26]

تطبیق:

تمام فقہاء اس بات میں متفق ہیں دیت سواونٹ ہیں لیکن کتنی عمر کے کس حساب سے اس میں مختلف آراء ہیں اور چاندی کے اعتبار سے بارہ ہزار درہم اور ایک ہزار دینار سونے کے اعتبار سے اور گائے کے اعتبار سے دو سو گائے اور بکری میں ہزار بکریاں اور جوڑے ہوں دو ہزار درہم اور تمام فقہاء عظام بشمول امام اعظمؒ یہی دیت ہے مگر چاندی سے دیں تو دس ہزار درہم ہیں امام صاحب کے ہاں۔[27]

طبریؒ نے بھی یہی بات نقل کی دیت سواونٹ ہیں عاقلہ پر لازم ہے **لاخلاف بین أہل العلم فی ذالک** اہل علم میں اس حوالے سے اختلاف نہیں[28]

مقتول مومن کافر قوم سے ہو:

فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوِّلَّكُمْ وَهُوَمُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُرَقَبَةٍ پھر اگر مقتول تمہارے دشمنوں سے ہو اور ہو مؤمن تو اس کی دیت نہیں غلام آزاد کرنا ہے؛

---

24 ۔ماوردی،ابی الحسن النکت والعیون،۵۱۸/۱
Māwardī, Abī-Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn ,1/518

25 ۔المغنی أین قدامۃ،(مکتبہ ریاض۔القاہرہ)۴۶۰/۹
Al-Mughnī aina Qudāmat, (Maktba Riāz,Al-Qāhira) ,9/460

26 ۔ماوردی،ابی الحسن،لحاوی الکبیر،(دارالکتب علمیہ،۱۹۹۷)۲۱۳/۱۲
Māwardī, Abī -Al- Ḥassan, Al Ḥāwī Al kabīr,12/213 (Dār ul kutab iʿlmīa,1997)

27 ۔ابو بکر جصاص،احکام القرآن،۲۸۶/۲
Abū Bakar JaṢaṢ, Aḥkām ul Qurān,2/286

28 ۔ابو جعفر طبری،جامع البیان،۳۲۴/۷
Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,7/324

تحقیق:

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس میں دو قول ہیں:

(۱) قول اول: حضرت ابن عباسؓ حسن بصریؒ اور قتادہؒ کا ہے کہ مومن ہو مگر مقتول کافر قوم سے ہو ایک غلام آزاد کرنا ہے کیونکہ دیت وراثت کی وجہ سے ملتی ہے کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں اسی طرح دارالاسلام اور دارالحرب کے رہنے والوں میں وراثت نہیں۔

(۲) وہ دشمن قوم اہل حرب سے ہو جب کہ اس میں مومن ہو بغیر علم مسلمان قتل ہو گیا اس میں کفارہ ہے غلام آزاد کرنا اور دیت نہیں ہے چاہے وارث مسلمان ہوں یا کافر۔[29]

ترجیح:

علامہ طبریؒ نے فرمایا: **اذا کان الرَّجلُ المسلم مِنْ قَوْم عَدوّ وَلَيْسَ لَہُمْ عَہْدٌ فقُتِلَ خطأً فأَنّمَا عَلٰى مَنْ قَتَلَه تحرير رقبَة۔** قاتل دشمن قوم سے ہو قتل کرے اُن سے عہد نہ ہو مگر مقتول مسلمان ہو تو غلام آزاد کرنا ہے۔[30]

مقتول معاہد قوم سے ہو:

وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ الخ۔

تحقیق:

علامہ ماورديؒ تفسیر النکت میں فرماتے ہیں اس میں تین قول ہیں:

(۱) اہل کتاب میں سے اہل الذمہ مقتول ہو حضرت ابن عباس کی رائے ہے دیت اور غلام آزاد کرنا ہے۔

(۲) اہل عہد عرب کے خاص طور پر جن ہونے نبی علیہ السلام سے عہد کیا یہ حسن بصریؒ کا قول ہے ہر وہ شخص جس کو امان ہے ذمہ ہے اس کے قتل میں دیت اور علام آزاد کرنا ہے یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔[31]

---

29 ماوردی، ابی الحسن النکت والعیون، ۵۱۹/۱ — Māwardī, Abī -Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn ,1/519

30 ۔ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۳۲۴/۷ — Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān:7/324

31 ۔ماوردی، ابی الحسن، النکت والعیون، ۵۱۹/۱ — Māwardī, Abī -Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn ,1/519

اللہ نے بغیر کسی فرق کے دیت کا ذکر کیا ہے ذمی مسلمان کی دیت ایک ہے برابر ہے اور اہل عرب میں دیت کا لفظ سو اونٹ میں معروف تھا بطور دیت اور اسلام نے بھی اس کو برقرار رکھا اور متعارف معنی پر محمول ہے باقی علامہ طبریؒ نے اس قول کو ترجیح دی ہے أنَّ دِيَةَ الذمّی وأہل الاسلام سواءٌ اور یہاں میثاق مطلق ہے جس سے بھی میثاق ہو چاہے مومن ہو یا کافر مسلمان ہو بات واضح ہے ذمی ہے عہد وپیمان لازم ہے اور اللہ نے مبہم رکھا ہے یہ نہیں کہا کہ وہ مقتول مؤمن ہو بلکہ جو بھی ہو اس سے پچھلی ایت میں واضح تھا اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوّ لَكُم وَہُوَ مؤمِنٌ کہ دشمن قوم سے ہو مگر مومن ہو مقتول مگر یہاں مبہم ہے تو اس سے (مراد) عہد ہے وہ ذمی کافر ہے۔(32)

جو غلام نہ پائے وہ روزے رکھے: وَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پس جو غلام نہ پائے وہ دوماہ کے مسلسل روزے رکھے۔

تحقیق:

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس میں دو قول ہیں:

(۱) کہ روزہ وغلام کا بدل ہے کہ آزاد کرنے کے لیے غلام نہ ملے تو روزہ رکھے یہ جمہور کا قول ہے۔

(۲) حضرت مسروق فرماتے ہیں یہ رقبہ اور دیت دونوں کا بدل ہے روزے رکھنا(33)

ترجیح:

علامہ طبریؒ نے قول جمہور کو ترجیح دی ہے فرماتے ہیں

> وَالصّوابُ مِنَ الْقَوْلِ فِيْ ذَالِكَ أنّ الصَّوْمَ عنِ الرَّقبة دُوْنَ الديَّهِ لاَنّ دية المَقْتُوْلِ علٰى عَاقِلةِ القَاتِلِ وَالْكَفَّارَةِ عَلَى الْقَاتِل:
>
> اور درست بات ان اقوال میں دوماہ کے روزے دیت کے بدل نہیں بلکہ تحریر رقبہ کے ہیں اس لیے کہ مقتول کی دیت عاقلہ پر ہے قاتل کے اور غلام آزاد کرنا کفارہ دینا قاتل پر لازم ہے۔(34)

---

[32] ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۳۲۱/۷ — Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,7/321

[33] ۔ماوردی، ابی الحسن، النکت والعیون، ۵۱۹/۱ — Māwardī, Abī -Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn,1/519

[34] ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۳۳۵/۷ — Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,7/335

مقتول کے اولیاء قصاص لینے میں زیادتی نہ کریں:

وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلاَ يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ ۔

اور جو شخص ظلماً مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو غلبہ دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے اُس کی مدد کی گئی ہے۔[35]

تحقیق:

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس میں تین اقوال ہیں۔

(۱) غلبہ ہے باعتبار قصاص کے وہ لے یہ قتادہؒ کی رائے ہے۔

(۲) اس کو اختیار ہے قصاص دیت معافی کے درمیان یہ حضرت ابن عباسؓ اور ضحاکؒ کی رائے ہے۔

(۳) اس کے لیے سلطان تصفیہ انصاف کے لیے اس کی مدد کرے گا۔[36]

ترجیح: وَأولَى التَّاوِيْلَيْنِ بِالصَّوابِ

علامہ طبریؒ نے دوسرے قول حضرت ابن عباسؓ کی رائے کو ترجیح دی ہے کہ ولی کو اختیار ہے مقتول کے معافی دیت اور قصاص کے مابین أنَّ الوالىَّ الْقَتِيْل ألقَتْلُ أَنْ شَآءَ أخذ الديةِ وَإنْ شَاءَ العَفْوُ اور بخاری میں روایت ہے جس کو علامہ طبری نے نقل فرمایا ہے فتح مکہ والے دن نبی علیہ السلام نے فرمایا: ألَا وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قتِيْلٌ فَهُوَ لخيرا النَّظَرَيْنِ بَيْنَ أنْ يَّقْتُلَ أَوْ يَأخُذَا لدِّيَةَ جس کا مقتول ہو اس کو دو معاملے میں اختیار ہے وہ قصاصاً قتل کرے یا دیت کے لیے۔[37]

---

35 ۔بنی اسرائیل: ۳۳/۱۷ — Banī- Isrāeel,17/33

36 ماوردی، ابی الحسن، النکت والعیون، ۲۴۰/۳ — Māwardī, Abī -Al- Ḥassan, Al nukat wal uʿyūn,3/240

37 ۔ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۵۸۴/۱۴ — Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,14/584

اسراف فی القتل سے کیا مراد ہے:

فَلا يُسْرِفْ فِي القَتْلِ: تجاوز مت کرو قتل کرنے میں:

تحقیق:

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس میں کئی اقوال ہیں

(۱) کہ غیر قاتل سے قصاص لینا طلیق بن حبیب کی رائے ہے

(۲) دیت کے بعد قتل کرنا دیت لے لی قتل بھی کر دیا یہ یحیی بن سعید کی رائے ہے۔

(۳) ایک قاتل ہو اس کے بدلے کئی قتل کیئے جائیں سعید بن جبیر کی رائے ہے۔

(۴) مثلہ کیا جائے قصاص میں۔

ترجیح:

علامہ طبری فرماتے ہیں تمام وجوہ تعدی کی اسراف ہیں۔ **لِأِحْتِمَالِ الكَلَامِ ذالک** اور کلام ان سب کا احتمال رکھتا ہے تمام معنیٰ ٹھیک ہیں[38]

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ ماوردی اپنی تفسیر میں فقہی مسائل پر زیادہ تفصیل سے بحث کرتے ہیں اور ان کے بارے قرآن کریم کی دیگر آیات سے بھی استشہاد کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کو بیان کر کے ان سے دلیل اخذ کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے قصاص اور دیت کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اسلوب اختیار کیا ہے۔ علامہ ماوردی نے دیگر اہل علم کی آراء کو بھی بیان کیا ہے اور ان کا تجزیہ کرتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اپنا مؤقف واضح کیا ہے۔ اور اگر ان اقوال مفسرین میں کوئی قابل ترجیح قول معلوم ہوتا ہے تو وہ اسے ترجیح دیتے ہیں اور جہاں مختلف اقوال ہیں اور ان میں تطبیق ہو سکتی ہے تو وہ ان میں تطبیق دینے کی سعی جمیل بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

38۔ ابو جعفر طبری، جامع البیان، ۱۴/۵۸۴

Abū Jaʿfar Ṭabrī, Jāme-Al- Bayān,14/584